OPEN ACCESS
ACTA ISLAMICA
ISSN (Print): 2411-7315
http://sbbu.edu.pk/actaislamica

اسلامی تصوف کا تعارف اور تصوف میں اتباعِ شریعت کی ضرورت واہمیت سے متعلق صوفیائے کرام کے اقوال کا تحقیقی جائزہ

Introduction to Islamic mysticism and research analysis of the sayings of mystics regarding the importance of following Sharea in mysticism

Muhammad Ayaz
Ph.D scholar, Department of Islamic Studies, University of Malakand
ayazthanvi1986@gmail.com
Dr. Badshah Rahman
Assistant Professor
Department of Islamic Studies, University of Malakand
badshahrehman@uom.edu.pk
Prof. Dr. Attaur Rahman
Chairman Department of Islamic Studies, University of Malakand
atta@uom.edu.pk

Abstract

Tasawuf is one of the three objectives of the Prophethood of the Holy Prophet Muhammad (SAW) but unfortunately, with the passage of time this field of Tazkiya become the prey of extremism and that is why many people astrayed from the right path of Sharia of Islam. This field of Tasawuf had been a source of spreading Islam and love among the humanity, resulted into the exploitation of the humanity and racism. Nowadays, this Tasawuf when aparted from sharia, is resulting people becom rebels not the followers. Therefore, it is the cry of the day to make common and publicize the teachings of the Sufis who fully followed the Sharia of Islam in their lives and always practiced Quran and Sunnah for the purification of their own sould and their followers. Such people always oppsed the theory of living this world and practicing the religion in the caves and forests, rather than they lived among the people and guided them to the truth of Islam. These people on one hand, practiced tazkiya and on the other hand taught others to help the needy people of the society rather than abandoning the society. And these leaders of Tasawuf also participated in the battalefeild of Jihad whenever they felt the need for it. And these are the living heros of the society for ever.

Key words : *Tasawuf, Tazkiya, jihad, leaders*

CC BY

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا سلسلہ شروع فرمایا اور آخر میں محمد مصطفی ﷺ کو مبعوث فرما کر انسانوں کو دین اسلام کی صورت میں ایک مکمل ضابطہ حیات کی تکمیل کی بشارت سنادی۔ اسلام ایک مکمل دین، مکمل ضابطہ حیات اور زندگی گزارنے کا دستور و منشور ہے۔ دین اسلام مکمل ہو چکا ہے اور قیامت تک آنے والے انسانوں کی مکمل رہنمائی کی صلاحیت رکھتا ہے۔ انسانی زندگی کا مقصدِ اصلی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہے جس کے لئے ظاہر و باطن سے اس کی اطاعت لازم ہے۔ ظاہری افعال سے اطاعت کرنا شریعت کا موضوع ہے اور باطن کی صفائی اور اسے اخلاص کی دولت سے مالا مال کرنا طریقت کا موضوع ہے۔ شریعت و طریقت دونوں لازم ملزوم ہیں اور ان میں کوئی تبائن نہیں بلکہ ان یہ دونوں ایک دوسرے کے مدد ومعاون ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تک پہونچنے کے لئے شریعت بھی ایک راستہ ہے اور طریقت بھی، اسی وجہ سے روح کو مکمل اور ابدی سکون دینے کے لئے شریعت اور طریقت دونوں پر عمل کرنا ضروری ہے ۔ شریعت اور طریقت دونوں نام اگرچہ الگ الگ استعمال ہوتے ہیں جیسے روح اور جسم دونوں الگ الگ چیزیں ہیں جیسے ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان، ناک، قلب، جگر، معدہ اور آنتیں سب الگ الگ اعضاء ہیں لیکن بدن انسانی کی تکمیل ان سب کے مجموعے سے ہوتی ہے، اسی طرح عقائد، فقہ اور تصوف بلاشبہ الگ الگ علوم ہیں مگر انسانِ کامل یعنی مومن و مسلم ان سب کے مجموعے سے ہی بنتا ہے۔ قرآن کی پیروی سب پر عمل کرنے سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے جن حضرات کو حق تعالیٰ نے قرآن و سنت کی تعلیمات کا جامع بنایا ہے وہی ان سب کی حقیقت کو پہچانتے ہیں۔ ان کے ارشادات سے ان علوم کا صحیح مقام اور مرتبہ معلوم ہو سکتا ہے۔

لفظ "تصوف" کی لغوی تحقیق:

لفظ **"تصوف"** کی لغوی تحقیق سے متعلق کئی اقوال ملتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ تصوف "صفر" سے بنا ہے۔ (1) ۔ دوسرا قول یہ ہے کہ "تصوف" کا لفظ "صُفَّہ" سے بنا ہے۔ یعنی اس میں اہل صفہ سے مشابہت کی طرف نسبت مقصود ہے۔ جس قول پر اکثر صوفیہ کا اتفاق ہے وہ یہ ہے کہ "تصوف" کا لفظ "صوف" سے مشتق ہے۔ چونکہ اکثر صوفیہ، صوف (اون) کا لباس پہنتے تھے۔ اس لئے لوگ انہیں صوفی کہنے لگے۔ انسائیکلوپیڈیا آف امریکا کا مقالہ نگار لکھتا ہے "

its name is derived from the Arabic word for “ wool “ suf the material used by the early for muslim mystics for clothing.(2)

"تصوف عربی زبان کے لفظ صوف سے مشتق ہے۔ صوف ایک ایسی چیز ہے جو پہلے پہلے مسلمان صوفیہ بطور لباس استعمال کرتے تھے"۔ لفظ تصوف کے اشتقاق سے متعلق علامہ شبلی نعمانیؒ نے لکھا ہے کہ "تصوف کا لفظ اصل میں "سین" سے ہے اور اس کا مادہ "سوف" تھا جس کے معنی یونانی زبان میں "حکمت" کے ہیں۔

تصوف اور صوفی کی ابتداء:

تصوف کی ابتداء جناب نبی کریم ﷺ کے زمانے سے ہوئی ہے لیکن اس وقت صوفی اور تصوف کے الفاظ کا استعمال نہ تھا۔ حضور ﷺ کی مبارک زندگی میں دین اسلام کی ابتداء اور تکمیل ہوئی ہے۔ تابعین کے دور میں حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ، سعید ابن المسیب رحمہ اللہ اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تصوف میں خاص مقام رکھتے تھے۔ تصوف اور صوفی کے الفاظ خیر القرون میں رائج ہو چکے تھے ذیل میں چند شواہد ذکر کیے جاتے ہیں: امام حسن بصری رحمہ اللہ (م 110ھ) فرماتے ہیں: میں نے دورانِ طواف ایک صوفی کو دیکھا اور اسے کچھ دینا چاہا مگر اس نے لینے سے انکار کیا اور کہنے لگا میرے پاس چار دانگ پڑے ہیں وہ میرے لیے کافی ہیں[3] امام سفیان ثوری رحمہ اللہ (م 161ھ) فرماتے ہیں کہ ابو ہاشم صوفی (م 150ھ) ہی کی وجہ سے میں ریاء کی باریکیاں جان سکا[4]۔

صوفیاء کے نزدیک تصوف کا مفہوم:

شیخ عبد القادر جیلانیؒ فرماتے ہیں "صوفی کا لفظ "مصافات" سے ہے جس کے معنی اس آدمی کے ہیں جس کو اللہ نے صاف کر لیا ہو۔[5] یعنی قلبی صفائی حاصل کرنے کا نام تصوف ہے۔۔ علی بن عثمان ہجویریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت مرتعشؒ فرمایا کرتے تھے کہ تصوف نیک خصائل کا نام ہے [6]۔ علامہ ابن تیمیہؒ نے لکھا ہے "عن ابن عمر بن نجید عن التصوف : الصبر تحت الامر و النهي " [7]۔ حضرت شبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں " التصوف عندی ، ترويخ القلب بمراح الصفا وتجليل الخواطر باردية الوفاء و التخلق بالسخاء و البشر فی اللقاء " [8] یعنی تصوف قلب کا صاف ہونا، باطنی صفائی کے جھونکے سے، وساوس و خیالات سے پاک ہونا، وفا کی چادر اوڑھنا، سخاوت جیسے خلق سے متخلق ہونا، ملاقات میں کشادہ رو ہونا۔ حضرت سلطان باہوؒ لکھتے ہیں "صاحبِ تصوف آنست کہ بالہام ہمہ سخن کلام اللہ باخدا باشد " [9] "صاحبِ تصوف وہ ہے جو الہام کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی تمام باتوں کا ادراک رکھتا ہے"۔ ابو علی روزباریؒ فرمایا کرتے تھے " الصوفی من لبس الصوف علی الصفا و اذاق الهویٰ وطعم الجفا و لزم طريق المصطفی و کانت الدنيا منه القفا " [10] صوفی وہ ہے جو صفائے قلب کے ساتھ لباس پوشی کرتا ہے اور ہوائے نفسانی کو سختی کا مزہ چکھاتا ہے، شریعتِ مصطفی ﷺ کو لازم کر لیتا ہے اور دنیا کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔

شریعت پر عمل کرنا ہی تصوف ہے:

درجہ بالا تمام اقوال اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اصل صوفی وہ ہے جو اپنے آپ کو شریعت کا پابند بناتا ہے۔ تزکیہ نفس اس کا مطمح نظر ہوتا ہے۔ قلب کی صفائی اس کی غرض ہوتی ہے، ریاکاری اور نمود و نمائش سے اسے سخت نفرت ہوتی

ہے اور اللہ تعالٰی کی رضا اس کا مقصود ہوتا ہے۔علامہ قرطبیؒ نے ابن العربیؒ کا ایک قول نقل کیا ہے "قال ابن العربی :وھوشعار المتقین و لباس الصالحین و اشارۃ الصحابۃ و التابعین ، و اختیار الزھاد و العارفین ، وھو یلبس لینا و خشینا و جیدا ------و الیہ نسب جماعۃ من الناس الصوفیۃ ، لانہ لباسھم فی الغالب " ([11]) ابن العربیؒ فرماتے ہیں کہ (اونی لباس پہننا) متقین کا شعار اور صالحین کا لباس ہے اور صحابہ کرام اور تابعین کی زینت ہے ، زاہدین اور عارفین کا انتخاب ہے۔وہ عام، کھردرا، اچھا، راحت نہ دینے والا اور معمولی سا لباس زیب تن کرتے تھے اور اسی کی طرف لوگوں کی ایک جماعت صوفیہ منسوب ہے، اور یہ ان کے اکثر اوقات کے لباس کی وجہ سے ہے۔

قرآن وسنت کی اتباع کرنا ہی تصوف ہے :

خیر القرون کے بعد رفتہ رفتہ عباد و زہاد میں پھر کچھ ایسے لوگ داخل ہو گئے جو سنت طریقہ سے منحرف ہو کر بدعات میں مبتلا ہونے لگے چنانچہ مسلمانوں میں مختلف فرقے پیدا ہو گئے اور ہر فرقے میں کچھ لوگ عباد و زہاد کے نام سے معروف ہو گئے۔اس وقت وہ لوگ جو اہل سنت والجماعت کے عقیدے پر قائم تھے اور شریعت و سنت کی مکمل پابندی کے ساتھ اعمال باطنہ کی تکمیل کی طرف زیادہ متوجہ تھے۔ وہ "اہل تصوف " کے نام سے موسوم ہوئے اور دوسری صدی ہجری کے ختم ہونے سے پہلے ہی یہ اکابرین ومشائخ اہل تصوف کے نام سے مشہور ہو گئے جو ظاہری شریعت و سنت پر مکمل طور پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی ایک ایک سانس کی حفاظت اور ذکر الٰہی میں مشغول رہنے کا اہتمام کرنے والے اور غفلت کے ہر خطرے سے بچنے والے تھے۔امام قشیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں " پھر مسلمانوں میں بھی بدعات پیدا ہوئیں اور ہر فرقہ اپنی طرف یہ کہہ کر بلانے لگا کہ ہم میں بھی درویش موجود ہیں ان کی طرف رجوع کرو۔اس وقت امتیاز پیدا کرنے کے لئے ان خواص اہل سنت کو "اہل تصوف " کے نام سے ممتاز کر دیا گیا جو اللہ تعالٰی کے ساتھ تعلق میں اپنے ایک ایک لمحے کی حفاظت کرتے تھے اور اہل تصوف کے ساتھ ان کے نام کی شہرت دوسری صدی ہجری سے پہلے ہی ہو گئی تھی "([12])امام قشیری رحمہ اللہ کی اس تشریح سے ثابت ہوا کہ اہل تصوف اور صوفی کے نام سے سلف صالحین کے زمانے میں وہی لوگ معروف ہوئے جو شریعت وسنت کے پیرو اور بدعات سے مکمل اجتناب کرنے والے تھے۔خالی زہد وریاضت والے جو متبع سنت نہ تھے وہ لوگ اس نام سے موسوم نہ تھے بلکہ ان سے امتیاز پیدا کرنے کے لئے اس نام کا استعمال شروع کیا گیا اور علماء اور صوفیاء کے اوصاف میں بجز اس کے کوئی فرق نہیں تھا کہ زمانہ نبوت کے بعد ضعفِ قویٰ کے سبب اعمال ظاہرہ و باطنہ میں یکساں کمال اور بیک وقت دونوں میں اشتغال ممکن نہ رہا تو علماء کرام نے تعلیم و تعلم، تصنیف وتالیف اور علمی موشگافیوں کو اپنے عمل کا موضوع بنایا اور اس کے لئے مدارس قائم کئے۔صوفیاء کرام نے باطنی اعمال واحوال کی درستگی اور اس پہلو سے مسلمانوں کی اصلاح وارشاد کو اپنا دائرہ عمل بنالیا تو انہوں نے اس کے لئے خانقاہیں آباد کرلیں۔یہ صرف ایک تقسیم کار کا اصول تھا،ان میں باہمی اختلاف کا کوئی پہلو نہ تھا کیونکہ اہل مدارس اپنے باطنی اعمال واحوال سے غافل نہ تھے اور اہل خانقاہ احکام ظاہرہ شرعیہ سے ناواقف یا ان

کی حیثیت گرانے والے نہ تھے۔

علم تصوف قرآن وحدیث کی روشنی میں:

یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ تصوف کا نام دورِ نبوی ﷺ اور دورِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں ایجاد نہیں ہوا تھا، تاہم اس کا مصداق موجود تھا کہ اس کو قرانِ پاک میں تزکیہ اور حدیث شریف میں احسان کہا گیا ہے، بلکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض منصبی میں شامل تھا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے " كما ارسلنا فيكم رسولا منكم يتلوا عليكم آياتنا ويزكيكم ويعلمكم الكتاب والحكمة" ترجمہ: جیسا کہ بھیجا ہم نے تم میں ایک رسول جو تم ہی میں سے ہے پڑھ کر سناتا ہے تم کو ہماری آیتیں اور تم کو پاک کرتا ہے اور تعلیم دیتا ہے تم کو کتاب اور حکمت کی۔ ([13]) دوسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جس کا ترجمہ ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں پر احسان کیا کہ ان میں ایک رسول بھیجا جو ان ہی میں سے ہے، پڑھ کر سناتا ہے ان کو اللہ کی آیتیں اور ان کو پاک کرتا ہے اور تعلیم دیتا ہے ان کو کتاب اور حکمت کی۔ ([14]) اس سے واضح ہوتا ہے کہ کتاب وسنت اس امت کا چشمہ علم ہے تو تزکیہ قلب سے اس کی عمل کی ابتداء ہے جس طرح بعد میں علمِ قرآنی کو تفسیر اور سنت کے علم کو حدیث کہا جانے لگا اور جس طرح ان دونوں سے مستنبط شدہ احکام کو علمِ فقہ اور ان سے حاصل شدہ عقائد کو علم الکلام اور ان کو قواعد وترتیب سے پڑھنے کو علمِ تجوید اور ان کے الفاظ کی غلطیوں سے بچانے والے علم کو علم صرف ونحو کہا جانے لگا اسی طرح تزکیہ قلب اور احسان کا نام علمِ تصوف پڑ گیا۔ تصوف سے مراد نفس کو حسد اور تکبر، حبِ دنیا اور عشق مجازی، جاہ ومنصب جیسی روحانی بیماریوں سے پاک کر کے خدا تعالی کی محبت و رضا، اخلاص اور توکل پیدا کرنا ہے اس لیے کہ جب تک سرکش نفس سے شرعی احکام کی بجاآوری نہیں کی جائے گی اور ان کی طرف نفس کا میلان نہیں ہوگا تو ممکن ہے کہ وہ بہت سے دینی احکام محض غرور (دھوکہ) کی پیاس بجھانے کے لیے انجام دے مثلا وہ ان عبادات کو جاہ ومنصب اور مال و دولت کے حصول کے لیے استعمال کر رہا ہو، ایسے شخص میں اسلام محض نام کا رہ جاتا ہے۔ ایسا شخص اسلام کے خوشنما پردے میں غرور و تکبر جیسے خطرناک روحانی امراض چھپائے بیٹھا ہے جن کا صفایا کرنا ہی اسلام کا اہم مقصد ہے۔ اسلام کا اصل جوہر یہ ہے کہ نفس کو اس طرح کی گندگیوں سے پاک وصاف کر کے اس میں حبِ الٰہی رضا و توکل اور خوفِ خدا جیسے پاکیزہ اور صاف صفات کی آبیاری کرتا ہے۔ ([15])۔ اسلام کی ان ہی اعلی مقاصد کے حصول کے لیے کچھ اصحابِ تربیت چند اعمال کی پابندی کرتے اور کراتے ہیں۔ ہاں! مبادیات واحکامِ شریعت سے موافقت و مخالفت دونوں طرح کے آثار ان میں ملتے ہیں اس لیے ان کو اجتہادی امور کے قبیل سے ماننا ہوگا جو بہر حال نصوص فہمی اور تفسیر واستنباط کے منہاج وضوابط کے دائرے میں آتے ہیں یہ اجتہادی طریقے اور اعمال جن کا مقصد حقیقت اسلام سے آراستہ ہونا ہے مجموعی طور پر جائز رہیں گے جس طرح دوسرے اجتہادی و نظریاتی مسائل میں کسی مجتہد کو دوسرے پر ضلالت و گمراہی کا حکم لگانے کا حق نہیں اسی طرح یہاں بھی کیونکہ ایسا حکم اس منہج کے ضوابط کی بنیاد پر لگایا جا سکتا ہے اور جب اس کے ضوابط بذات خود اجتہادی اور مختلف فیہ

ہیں تو ان کی بنیاد پر دوسرے مجتہد کو احمق یا گمراہ کہنا تمام شرعی ضوابط کی خلاف ورزی ہے۔([16])۔

علمِ تصوف کی غرض وغایت:

تصوف کی غرض وغایۃ اپنے آپ سے اخلاق رذیلہ کو دور کرنا اور اخلاق حمیدہ سے متصف ہونا اور ابدی سعادت کا حصول ہے۔اخلاق رذیلہ یعنی حسد، تکبر، بخل، عجب، ریا، حب جاہ، حب مال وغیرہ کو اپنے آپ سے دور کرنا اور حلم، صبر، ذکر، توکل، رضا بالقضاء، صدق وغیرہ صفات حمیدہ سے متصف ہونا ہے۔ غرض ہم جس تصوف کے قائل ہیں یہ وہی ہے جس کو شریعت کی اصطلاح میں احسان کہتے ہیں یا جس کو علم الاخلاق کہا جاتا ہے یا تعمیر الظاہر والباطن کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ۔اور یہ ایک بانظم اور باصول چیز ہے اس میں مریدین کے لئے آداب وشرائط ہیں اور شیخ کے لئے اصول بھی۔ جن کی رعایت کرنے کے بعد اس کو شریعت کا مغز اور دین کا لب لباب کہنا مناسب ہے اور جب ان شرائط وآداب کا لحاظ نہ کیا جائے بلکہ غیر تصوف کو تصوف قرار دیا جائے تو پھر وہ طریقت ہی نہیں اس لئے کہ اس کی خرابیوں پر عمل کرنے کی وجہ سے سالک میں جو خرابیاں پیدا ہوں اس کو کسی طرح حقیقی تصوف اور طریقت قرار نہیں دیا جاسکتا۔

تصوف کی حقیقت، حدیث جبرائیل کے تناظر میں :

حدیثِ جبرائیل میں سولات کے جوابات دینے کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا" فانه جبرئيل اتاكم يعلمكم دينكم"ترجمہ: یہ جبرائیل تھے جو تمھیں تمھارا دین سکھانے کے لئے آئے تھے۔([17]) حدیثِ جبرائیل میں تین قسموں کا ذکر آگیا، ماالایمان میں اصلاحِ عقائد کا مضمون آگیا، ماالاسلام میں اعمالِ ظاہرہ کا مضمون آگیا اور" ما الاحسان "میں اصلاح اخلاق کا مضمون آگیا چند جملوں میں پورے دین کا خلاصہ بیان کر دینا پیغمبرانہ اعجاز ہے، لہذا یہ حدیث جوامع الکلم میں سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی شخصیت انتہائی جامعیت کی حامل تھی آپ ﷺ نے دین کے ان تینوں حصوں کی کماحقہ تشریح واشاعت فرمائی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جامعیت کے حامل تھے لیکن مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ جامعیت میں کمی آگئی اس لئے علماء امت نے دین کی حفاظت کے لئے ان تین علوم کو مستقل علیحدہ علیحدہ حصوں میں مدون کر دیا۔ تصحیح عقائد کے سلسلے میں کتاب وسنت میں جو ہدایات دی گئی ہیں ان کی حفاظت کے لئے علم الکلام مدون ہوا، اعمال ظاہرہ کے متعلق جو رہنمائی کتاب وسنت نے کی ہے اس کی تشریح کے لئے علم الفقہ کو مدون کیا گیا اور اصلاح باطن کے متعلق جو باتیں کتاب وسنت نے بتائی ہیں ان کی تفصیلات کے لئے علم الاحسان یا علم الاخلاق یعنی علم التصوف مدون ہوا۔ حقیقت میں قرآن و حدیث پر عمل ہی کا نام تصوف ہے۔ حضرت ابو یحیٰ زکریا انصاری شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "تصوف کی اصل حدیثِ جبرائیل ہے جس میں آیا ہے کہ " اخبرني عن الاحسان قال ان تعبد الله كانك تراه" احسان کیا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی ایسی عبادت کرے گویا تو اللہ کو دیکھ رہا ہے۔([18]) چنانچہ تصوف احسان ہی کا نام ہے۔

تصوف میں اتباع شریعت اور حاکمیت شریعت مطلوب ہے:

شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں، تصوف میں تو بدرجہ اعلیٰ حاکمیتِ شریعت مطلوب ہے (19) مشہور فقیہ علامہ ابن عابدین شامیؒ فرماتے ہیں "الطریقة و الشریعة متلازمة "(20) شریعت و طریقت لازم ملزوم ہے۔چوتھی صدی ہجری کے مشہور عالم اور شیخ الصوفیہ امام ابوالقاسم قشیریؒ نے اپنے زمانے کے مشائخ صوفیاء کے لئے ایک مفصل پیغام بنام " الرسالۃ القشیریۃ" لکھا ہے اور بعد کے تمام مشائخ کی کتابوں کا مدار اور متن یہی کتاب سمجھی گئی ہے۔انہوں نے ثابت کیا ہے کہ طریقت، شریعت سے الگ کوئی چیز نہیں ہے ۔امام ابو القاسم قشیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں " کل شریعة غیر مویدة بالحقیقة فغیر مقبول وکل حقیقة غیر مقیدة بالشریعة فغیر محصول" (21) یعنی شریعت کی ہر وہ بات جس کی تائید حقیقت سے نہ ہو وہ غیر مقبول ہے اور حقیقت کی ہر وہ بات جو کہ شریعت کی قیود میں نہ ہو، حاصل کرنے کے قابل نہیں " اسی رسالہ قشیریہ کے باب اول میں لکھتے ہیں کہ "اسلام میں نبوت کے بعد سب سے بڑی فضیلت رسول ﷺ کی صحبت کو سمجھا گیا یہی وجہ ہے کہ صحبتِ رسول ﷺ کی وجہ سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقام تک دنیا کا کوئی ولی اللہ ،کوئی مفسر قرآن، کوئی محدث، کوئی فقیہ اور کوئی بڑا سے بڑا شخص نہیں پہونچ سکتا۔اس لئے جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی مجلس پائی وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے نام سے موسوم ہو گئے اور جن حضرات نے تابعین کی صحبت پائی وہ تبع تابعین کے نام سے مشہور ہو گئے "(22) یہ سب حضرات شریعت و سنت پر مکمل عمل کرنے والے تھے اور کتاب و سنت کے تمام اعمال ظاہرہ و باطنہ سے پوری طرح آراستہ اور شریعت و طریقت کے جامع تھے،ان کے طبقات کے علوم وفنون کی تخصیصات کی بجائے صحابی، تابعی اور تبع تابعی کے عنوان سے معنون تھے۔ان کے بعد لوگوں کا طریقہ بدل گیا، بعض کا زیادہ تر اشغال تعلیم و تعلم اور تصنیف و تالیف میں رہا اور ان کو باطنی علوم و اعمال میں کمال بھی حاصل تھا مگر باطنی علوم و اعمال میں ان کا اشتغال کم رہا اس لئے وہ علوم شریعت کے محققین بن کر علماء، محدثین، مفسرین اور فقہاء کہلائے اور بعض کا رخ اعمال باطنی اور احکام الٰہی کے مکمل اہتمام کی طرف رہا اور وہ "عباد و زہاد" کہلائے مگر علوم شرعیہ میں بھی انکی کوئی کمی نہیں تھی۔ شیخ ابو طالب مکی رحمہ اللہ اپنی کتاب قوت القلوب میں لکھتے ہیں" ھما علمان اصلیان لا یستغنی احدھما عن الآخر بمنزلة الاسلام و الایمان مرتبط کل منھما بالآخر کالجسم و القلب لاینفک احد من صاحبه " (23)۔ شیخ الاسلام زکریا انصاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں " الشریعة ظاهر الحقیقة والحقیقة باطن الشریعة وھما متلازمان لا یتم احدھما الا بالآخر " (24) یعنی شریعت حقیقت کا ظاہر ہے اور حقیقت شریعت کا باطن ہے دونوں لازم ملزوم ہیں۔ایک کے بغیر دوسرے کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔حضرت مالک بن انس رحمہ اللہ فرماتے ہیں" من تفقه ولم یتصوف فقد تفسق ومن تصوف ولم یتفقه فقد تزندق ومن جمع بینھما فقد تحقق -"(25) جس نے علم فقہ حاصل کیا مگر تصوف

حاصل نہیں کیا وہ فاسق ہوا، جس نے علمِ تصوف حاصل کیا لیکن علم فقہ حاصل نہ کیا وہ زندیق ہوا اور جس نے دونوں کو جمع کیا وہ محقق ہوا" علامہ شامیؒ فرماتے ہیں "الطریقة و الشریعة متلازمان" (26) شریعت و طریقت دونوں لازم وملزوم ہیں"۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "کل طریقة ردته الشریعة فهو زندقة و الحاد" (27) یعنی طریقت کی ہر وہ بات جسے شریعت رد کرے، زندقہ اور کفر ہے" حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں کہ "ہمارے مشائخ شرع شریف کے نفیس موتیوں کو بچوں کی مانند وجد وحال کے جوز و مویز کے بدلے نہیں دیتے، نص سے فص کی طرف مائل نہیں ہوتے فتوحات مدنیہ سے پہلے فتوحات مکیہ کی طرف التفات نہیں کرتے، وہ ریاضتیں اور مجاہدے جو تقلید سنت سے الگ ہو کر اختیار کئے جائیں معتبر نہیں ہیں اس لئے کہ ہندوستان کے جوگی اور یونان کے فلاسفہ بھی ان کو اختیار کرتے ہیں اور یہ ریاضتیں ان کی گمراہی میں اضافہ کے سوا اور کچھ نہیں" (28) امام شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں "شریعت بغیر طریقت کے نرا فلسفہ ہے اور طریقت بغیر شریعت کے زندقہ والحاد ہے۔ امام شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے مزید فرمایا ہے۔" صحبتنا و تعلمنا آداب الطریقة و السلوک متصلة الی رسول الله صلی الله علیه وسلم بالسند الصحیح "(29) یعنی ہماری صحبت اور ہماری تعلیم جو آدابِ تصوف وسلوک کا سیکھنا ہے، یہ حضور ﷺ سے سندِ صحیح کے ذریعے ملتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے علمِ ظاہری اور علمِ باطنی یعنی شریعت و طریقت دونوں رسول اللہ ﷺ سے سیکھے ہیں" حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے علم کے ستر ابواب بتا رکھے ہیں اور میرے سوا یہ علم کسی اور کو نہیں بتایا" (30) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے بعض حضرات ایسے بھی تھے جنہیں ایک خاص قسم کا علم خصوصیت کے ساتھ حاصل تھا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ کو منجملہ اور کئی باتوں کے منافقین کے ناموں کا علم تھا۔ انہیں حضور اکرم ﷺ نے یہ علم راز میں بتایا تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے" حفظت من رسول الله □ وعائین فاما احدهما فبثثته فیکم و اما الآخر فلو فبثثته قطع هذا الحلقوم یعنی مجری الطعام "(31) "میں نے حضور ﷺ سے علم کے دو برتن محفوظ کر لئے (یعنی دو طرح کے علم) پھر ایک کو تمھارے درمیان پھیلا دیا اور دوسرے کو اگر پھیلاؤں تو یہ گردن کاٹ دی جائے گی۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ، ملا حاجی محمد لاہوریؒ کو ایک خط میں لکھتے ہیں شریعت کے تین اجزاء ہیں۔ 1۔ علم 2۔ عمل 3۔ اخلاص۔ طریقت اور حقیقت کہ جس سے صوفیہ ممتاز ہوئے ہیں یہ دونوں شریعت کے خادم ہیں اور تیسرے جزء اخلاص کی تکمیل میں شریعت کے خادم ہیں پس ان کی تکمیل سے شریعت ہی کی تکمیل ہے نہ کہ کوئی اور چیز (مقصود ہے) (32)۔ آپؒ کے مندرجہ بالا کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ صوفیہ کے نزدیک علم پر اخلاص سے عمل کرنے کا نام ہی تصوف ہے۔ یعنی شریعتِ مطہرہ کی روح کا نام ہی اسلامی تصوف ہے۔ ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی کا مؤقف بھی اس کی تائید کرتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں "اس راہِ طریقت و تصوف میں وہی کامیاب اور صاحبِ مراتب ہوتا ہے جو شریعت پر ثابت قدم رہتا ہے اور اس کے احکام سے سر مو تجاوز نہیں کرتا" (33) مولانا نعیم الدین صاحب اپنی کتاب

''تصوف اور صوفیاء کرام'' میں لکھتے ہیں: تصوف کی حقیقت اور صوفیائے کرام کے مقاصد حسنہ سے معلوم ہوا کہ حقیقی تصوف تزکیہ قلب اور کیفیت احسانی کے پیدا کرنے کا نام ہے جو مذہب کی روح ہے۔ تصوف کی مستند کتب مثلاً: احیاء العلوم ، قوت القلوب، رسالہ قشیریہ، کشف المحجوب، عوارف المعارف ،تذکرۃ الاولیاء، فوائد الفواد، خیر المجالس وغیرہ کے صفحات الٹتے جایئے صرف زبان ہی سے نہیں بلکہ آپ کو صوفیاء کرام کی طرف سے کتاب و سنت پر عمل کی تلقین ملے گی، ذیل میں صوفیائے کرام کی کتابوں سے حفاظتِ شریعت اور اتباع سنت کی تلقین کے چند حوالہ جات نذر قارئین کیے جاتے ہیں۔ تیسری صدی ہجری کے بزرگ سید الطائفہ شیخ جنید بغدادی رحمہ اللہ (م 297ھ) فرماتے ہیں "راہ تصوف تو صرف وہی شخص پاسکتا ہے جس کے دائیں ہاتھ میں کتاب اللہ ہو اور بائیں ہاتھ میں سنتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہو اور ان دونوں چراغوں کی روشنی میں راستہ طے کرے تاکہ نہ تو شبہہ کے گڑھوں میں گرے اور نہ بدعت کے اندھیرے میں پھنسے "([34]۔ اسی طرح دوسری جگہ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ "ہمارا مذہب کتاب و سنت کے اصولوں کا پابند ہے نیز فرمایا ہمارا یہ علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے ذریعے مضبوط ہوتا ہے "([35]۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے شاگرد عارف حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ (م 245ھ) ارشاد فرماتے ہیں "اللہ تعالی کے محب اور عاشق ہونے کی علامت یہ ہے کہ اپنے اخلاق و اعمال اور تمام امور و سنن میں حبیبِ خدا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے "([36]۔ شیخ سہل تستری رحمہ اللہ (م 283ھ) فرماتے ہیں "صوفیاء کے سات اصول ہیں کتاب اللہ، سنت رسول اللہ کا اتباع، اکلِ حلال، لوگوں کی ایذاء دہی سے بچنا، گناہوں سے بچنا، توبہ کرتے رہنا، حقوق ادا کرنا "([37]۔ شیخ احمد بن ابی الحواری رحمہ اللہ (م 230ھ) فرماتے ہیں "جو شخص اتباعِ سنت کے بغیر عمل کرتا ہے اس کا عمل باطل و بیکار ہے "([38]۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ (م 561ھ) فرماتے ہیں " صاحبزادے تیرا بدکاروں کے ساتھ رہنا تجھ کو نیکوکاروں سے بدگمانی کے اندر ڈال دے گا۔ "([39]۔ درج بالا تمام لغوی و اصطلاحی تعریفات کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو تصوف حضور اکرم ﷺ کے طریقہ مطہرہ پر خلوص سے چلنے کا نام ہے کیونکہ یہ بات تو مسلم ہے کہ کسی بھی شخص سے متعلق اگر کوئی بات یا خبر ہو یا اس سے منسوب کوئی مؤقف ہو تو جتنی اسکی حقیقت اور وضاحت وہ خود کر سکتا ہے اتنی اس سے متعلق اور کسی کی وضاحت اہمیت نہیں رکھتی، تصوف چونکہ صوفیاء کے طریق اور رَوِش کا نام ہے اور ان سے اس کا انتساب معروف ہے تو ان کے ہاں جو اس کا مطلب ہے یا اس کی وضاحت میں ان کا جو کلام ہے اس کا خلاصہ اور نتیجہ یہ ہے کہ تصوف خلوصِ دل سے اور صدقِ نیت سے اسلام پر مکمل عمل پیرا ہونے کو کہتے ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تصوف اپنی لغوی اور اصطلاحی تعریفات اور معانی و مطالب کی روشنی میں نہ تو کسی نئی فکر کا نام ہے اور نہ ہی دین اسلام کے متوازی کوئی نیا طریقہ یا رَوِش ہے بلکہ اپنی حقیقت کے اعتبار سے اس کا وجود دورِ نبوی ﷺ سے ہے اور اس کی روح کا آغاز اس وقت ہو گیا تھا جس وقت قرآنِ کریم میں تزکیہ اور حدیثِ مبارکہ میں احسان کے الفاظ کا ورود ہو رہا تھا۔

خلاصہ بحث:

تصوف بعثتِ نبوی ﷺ کے مقاصد ثلاثہ "تلاوتِ آیات، تعلیمِ کتاب وحکمت اور تزکیہ نفوس" میں سے تیسرا اہم مقصد ہے لیکن مرورِ زمانہ سے دیگر اسلامی شعبوں کی طرح تزکیہ نفوس کا شعبہ جسے عرفِ عام میں "تصوف" کہا جاتا ہے افراط و تفریط کا شکار ہوا، جس کا لازمی نتیجہ گمراہی اور علوم شریعت سے لاپرواہی کی صورت میں ظاہر ہورہا ہے۔ وہ علمِ تصوف جو سینکڑوں سال تک دینِ اسلام کی نشر واشاعت اور بندگانِ خدا کے قلوب کا تزکیہ وتصفیہ کی خدمت انجام دے رہا تھا اور دلوں میں محبتِ الٰہی اور عشقِ رسول کی آبیاری کا ذریعہ بنا رہا، معاشرتی استحصال کے خاتمے، مذہبی رواداری کے فروغ اور حسنِ اخلاق کی تعلیمات کے ذریعے معاشرے کو امن وسکون کا گہوارہ دیا تھا۔ آج اسی تصوف کو شریعت سے الگ کر کے ضلالت و گمراہی کا سب سے بڑا ذریعہ بنایا جارہا ہے۔ اسی لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس زمانے میں اُن صوفیاء ومشائخ کی متصوفانہ افکار کو عام کیا جائے جنہوں نے تصوف کو شریعت کے تابع رکھا ہے اور تصوف میں حاکمیتِ شریعت کو عملاً تسلیم کیا ہے اور ہمیشہ سے قرآن و سنت کی تعلیمات کی روشنی میں تزکیہ نفس کے اصول وضوابط وضع کیے ہیں۔ اس لئے کہ یہ صوفیاء، رہبانیت اور مخلوقِ خدا سے کنارہ کشی کو تصوف کے مخالف سمجھتے ہیں۔ بلکہ معاشرے میں مخلوقِ خدا کے درمیان رہ کر ان کی دینی واصلاحی رہنمائی کر کے ان کا تعلق خدا تعالیٰ سے وابستہ کرنا حصولِ ولایت کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اس لئے شریعت کی روشنی میں اعمالِ تصوف اختیار کرنے والے صوفیاء ومشائخ کو آپ دیکھیں گے کہ ایک طرف وہ علم و عمل، اخلاص وللہیت، عبادت و ریاضت اور ہمدردی وغمگساری کے اعلیٰ درجے پر ہونگے تو دوسری طرف ضرورت پڑنے پر جہاد وقتال کے میدان میں شمشیر وسنان کے جوہر دکھاتے ہوئے اعداء اسلام و مسلمین سے نبرد آزما ہونگے، جو اپنا خون دے کر گلشنِ اسلام کی آبیاری کو سعادتِ اُخروی سمجھ کر زہد عن الدنیا کی تعلیم دیتے ہیں۔ تصوف کے چشمہ صافی کو گدلا ہونے سے بچانے میں ایسے صوفیاء و مشائخ کے جہدِ مسلسل، سعی و عمل کو بہت بڑا دخل ہے۔ اور ان ہی مشائخ کے اقوال وافعال اسلامی تصوف کو سمجھے کا معیار بنانا چاہیے نہ کہ وہ نام نہاد صوفیاء جنہوں نے شریعت اور طریقت کو الگ الگ کر کے خلق کثیر کو گمراہی وضلالت کی تاریکیوں میں حیران وپریشان چھوڑ دیا ہے۔ شریعت سے منہ موڑ کر خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کر دیا۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

1)-القشیری، ابو القاسم، عبد الکریم بن ھوازن، الرسالۃ القشیریہ مع حاشیۃ العروسی، جامع الدرویشیۃ، دمشق، 1435ھ/2016ء، ص150

1)Alqusheyri , abu alqasm , abdul kareem ben hawazen (,arresala tu alqsheriya maa hasheyatu aluroseya 2016) p,150

2)انسائیکلوپیڈیا آف امریکہ، یوایس اے، 1982، ج25، ص840

840 encyclopedia of America , usa , 1982,vol: 25,p (2-

3)۔جیلانی، شیخ عبد القادر، سید، غنیۃ الطالبین، جدید ترتیب، عبد المجید صدیقی، المیزان، لاہور، 1426ھ/ 2004ء، ص597

3)jilani ,shekh abdul qadar ,saed ghunyatu atalebin (amizan lahor 2004)p,597

4)۔الہجویری، علی بن عثمان، کشف المحجوب فارسی، تاجران کتب، لاہور1428ھ/2006ء ص13

4)alhejweeri , ali bin usman (kashful mahbob 2006)p,13

5)۔ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم، الاستقامۃ، تحقیق، محمد رشاد سالم، جامع ابن مسعود، مدینہ منورہ، 1435ھ/2013ء، ص 251

5)abne temiya , ahmad bin abdul haleem , al isteqamat

6)۔خطیب بغدادی، ابو بکر احمد بن علی بن ثابت، الزہد والرقاق، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت، 1425ھ/2003ء، ج1، ص66

6)khatib Baghdadi , abubakar ahmad ali (alzuhad warreqaq

dar albashaer , berot, 2003)1:66

7)۔الغزالی،ابو حامد، محمد بن محمد،امام،احیاء العلوم الدین،دارالمعرفۃ،بیروت،1424ھ/2002ء،ج2،ص250۔

7)alghazali , abu hamid (ahyaul ulom , dr almarefat berot 2002) 2: 250

8)۔ڈار،بشیر احمد،تاریخ تصوف، قبل از اسلام،ادارہ ثقافت اسلامیہ،لاہور،1384ھ/1962ء،ص1۔

8)daar , basher ahmad , tareekh taswuf,(saqafate islamia 1962) p,1

9)۔محمد ذوقی شاہ،سید، حقیقت تصوف،الکتاب،لاہور،1399ھ/1978ء،ص12۔

9)Muhammad zauqi shah ,(haqiqat taswuf 1978) p,12

10)۔مہاروی،امام بخش،خواجہ، مخزن چشت، چشتیہ اکیڈمی، فیصل آباد،1409ھ/1987ء،ص12۔

10)mahrave , imam bakhsh (mukhzene chesht ,cheshtiya acaydmi , 1978)p,12

11)۔گنج شکر، فریدالدین، ملفوظات، مرتب بدرالدین اسحاق، مترجم پروفیسر محمد معین الدین، نفیس اکیڈمی طبع سوم،لاہور، 1983ء،ص128۔

11)ganje shakkar , friduddin ,(malfuzat , nfees acadmei lahor 1983) p,128

12)۔ سلطان باہو ، عین العارفین ، متن مع اردو ترجمہ ، مترجم ،پروفیسر ڈاکٹر نسیم ،حق باہو منزل ،لاہور ، 1420ھ/1998ء،ص50۔

12) sultan bahu (aynul arefin , haq bahu mnzal lahor 1998)p,50

13)۔میرولی الدین،ڈاکٹر،قرآن اور تصوف، سٹی بک پوائنٹ،1405ھ/200 5ء،ص11۔

13)meer wlieuddin,(quran awr tasauf ,city book pont,2005)p,11

14)۔القرطبی ، ابو عبد اللہ محمد بن احمد ، الجامع لاحکام القرآن ، دار الکتب العلمیہ ،ریاض، 1403ھ/2003ء،ج10،ص70۔

14)al qurtabhi ,abu Abdullah , Muhammad bin ahmad (aljame ahkamul quran ,dar alkutub alelmiya 2003)10:70

15)۔سہروردی ، شہاب الدین ،ابو حفص عمر بن محمد ،عوارف المعارف ، دار الکتب العلمیہ ،بیروت 1431ھ/2008ء،ص66

15)saharwardi , shahabuddin (awareful maarif, dar alkutub alelmiya ,2008) p, 66

16)خالد محمود،ڈاکٹر،آثارالاحسان،دارالمعارف اردو بازار،لاہور،1407ھ/1985ء،ج1ص55

16) dr Khalid mahmood (asarul ihsan , dar almarif ,lahor 1985)1:55

17۔البوطی،سعید رمضان،سلفیت ایک تحقیقی جائزہ،ادارۃالمعارف،کراچی،1435ھ/دسمبر2014ء،ص132

17)albuti ,saeed ramzan (safiyat aik tahqiqi jaeza , adartul marif, Karachi 2014) p,132

18-امام مسلم،ابوالحسین مسلم بن حجاج،الجامع الصحیح،دارالکتب العلمیہ، قاہرہ،1428ھ/2007ء،ج1،حدیث8

18)imam muslim ,abul husin muslim bin hujaj (dar alkutub almiya 2007)1:8

19۔مکی، شیخ ابوطالب مکی، قوت القلوب فی معاملۃ المحبوب،دارالکتب العلمیہ،بیروت1426ھ/2004ء،ج1،ص 2268

19) makki , abu talib (quwatul qulob fe muamaltel mahbob)

20۔ القریشی،صدیق احمد، قاری،بستان العارفین،مکتبہ معارف الشرعیہ،مردان،1438ھ/2017ء،ص29

20)alqurashi , sdiq ahmad (bustanul arifin ,maktaba marefe shariya ,mardan 2017)p,29

. 21سیدزوار حسین شاہ،ادارہ مجددیہ۔1431ھ/2010ءج1،مکتوب217

21) saeed zawar Husain shah (idara mujadidiya 2010) 1: 217

22۔دہلوی، شاہ ولی اللہ، محدث، انفاس العارفین، مترجم، محمد فاروق القادری،فرید بک سٹال،لاہور، محرم1428ھ/ جنوری2007ء،ص147

22)dehlavi , shah waliullah (anfasul arefin ,farid book staal ,lahor

,2007) p,147

23۔ ابو نصر سراج، عبد اللہ بن علی، الطوسی، کتاب اللمع فی التصوف، مترجم، سید اسرار بخاری، تصوف فاؤنڈیشن، لاہور، 1426ھ/2005ء، ص54

23) abu nasar seraj , Abdullah bin ali (allama fettaswuf , taswuf faundtion , lahor 2005) p,54

24۔ امام بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1410ھ/1980ء ج1، حدیث نمبر 120

24) imam bukhari , abu Abdullah ,Muhammad bin asmaeil (aljame usasheh 1980) 1#120

25۔ دہلوی، عبد الحق، محدث، تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف (مترجم علام عبد الحکیم شرف قادری) ممتاز پبلی کیشنز، لاہور، 142ھ/1999ء، ص94۔93

25)dehlavi , abdulhaq muhaddis(tahseel fe marefate alfeqa wa tasawuf , mumtaz pabli cashenz ,lahor 1999)p,93,94

26۔ شامی، ابن عابدین، محمد امین بن عمر، حاشیہ رد المحتار علی الدر المختار شرح تنویر الابصار، دار الفکر، بیروت، 1421ھ/1999ء، ج4، ص239۔

26)shami ,abne abdeen ,Muhammad amin bin umar, (rddul muhtar ,dr alfkr ,beirot 1999) 4:239

27۔ مجدد الف ثانی، احمد سرہندی، شیخ، مکتوبات امام ربانی، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، 1397ھ/1975ء، مکتوب 36، ج1، ص101

27)mujaded alf sani ,ahmad sarhendi (maktubat imam rabbani hm saeed compny,Karachi 1975)1:101

28۔ قریشی، محمد اسحاق، ڈاکٹر، تصوّف (مجموعہ مقالات) محی الدین اسلامی یونیورسٹی، آزاد کشمیر، 1422ھ/2000ء، ص 239۔

28)qurashi ,Muhammad ishaq (tasuf , maheyuddin islami

university ajk 2000) p,239

29۔اردو دائرہ معارف اسلامی، دانش گاہ پنجاب، لاہور، 1384ھ/1962ء، مادہ تصوف، ج4، ص429۔

29)urdu daera maaref islamiya (Danish gah Punjab 1962)4:429

30۔فاروقی، ضیاءالحسن، پروفیسر، آئینہ تصوف، تصوف فاؤنڈیشن، لاہور، 1429ھ/2008ء، ص30۔

30) farooqi ,zeyul hasan (aaeina taswuf , taswuf faundstion,lahor 2008)p,30

31 محمد فاروق، سید، مقدمہ خلاصۃ المفاخر، مصنف محمد عبداللہ، یافعی، تصوف فاؤنڈیشن، لاہور، 1429ھ/2008ء، ص 35۔

31)Muhammad faroq , saeed(khulsatul mafakher , taswuf foundstion , lahor ,2008)p,35

32۔ زروق ، ابو العباس ، احمد بن احمد ، البرنسی ، قواعد التصوف ، محقق عبد المجید خیالی ، دار الکتب العلمیہ ، بیروت، 1426ھ/2005ء، ج2، ص22

32)zarooq ,abul abbas ,ahmad bin ahmad (qawaedu taswuf , dar alktb alelmiya 2005) 2: 22

33۔الہیثمی، شیخ الاسلام، احمد بن محمد بن علی، الفتاویٰ الحدیثیہ، مترجم، مفتی شیخ فرید، مکتبہ اعلیٰ حضرت، لاہور، جمادی الاولیٰ 1438ھ/فروری2017ء، ص470

33)alhaysami , ahmad bin Muhammad (alfatawa alhadisiya , maktaba ala hazrat , 2017)p,82

34۔عطار، شیخ فرید الدین، ابوحمید بن ابو بکر ابراہیم ،تذکرۃ الاولیاء، تصوف فاؤنڈیشن، لاہور 1432ھ/2012ء، ص82

34)attar ,fariduddin (tazkeratul auleya , taswuf foundstion ,lahor 2012) p, 82

35۔الشاطبی، ابراھیم بن موسیٰ، کتاب الاعتصام فی اہل البدع والضلالات، محقق ابو عبیدہ بن حسن، دار الکتاب العربی، بیروت 1417ھ/1996ء، ج1 ص92

35) alshatebi , ibraheem bin musa , kitabul eatesam , dar alkutub alarabi ,berot 1996)1:92

36۔ جیلانی، شیخ عبد القادر، الفتح الربانی مع اردو ترجمہ فیوض یزدانی مترجم، مولانا عاشق الٰہی میر ٹھی، بلالی سٹیم پریس، سرگودھا1431ھ/2010ء، ص40

36)jilani , abdul qadar ,alfathur rabbani , belali steem prees , sargoda 2010)p,40